JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 82 -90

بیع کے اختلال رضا میں کچھ غیر معروف خیارات اور اکراہ کے احکامات کا ایک جائزہ

A Descriptive Survey of Shariah Orders of unconventional options, and Compulsion in the trade for disruption of Raza

Dr. Hafiz Khalid Shafi
Assistant Professor of Islamic Studies , IBA University Sukkar

Dr. Hafiz Khair Muhammad Asif
Lecturer, Department of Linguistics & Social Sciences, The Begum Nusrat Bhutto (BNB) Women University Sukkur

Keywords
Survey Of Shariah, Unconventional, Compulsion, Consensus, obligations

Dr. Hafiz Khalid Shafi and DHafiz Khair Muhammad Asif(2022).A.Comparative Analysis of Capitalism and Socialism with Islamic Economics System, *JQSS* Journal of Quranic and Social Studies, 2(1), 82-90

Abstract: *Every buyer and seller in trade is made to agree on terms and conditions, none of them can walk away from the contract after Ijab and Qabool, but every buyer and Seller have to walk away from this deal if they set a certain agreement or Shariah gives them relief itself to break the deal. A mutual consensus is needed for any trade agreement. On the time of Contact both parties are willing on the deal, after that by using the Option (Khiaar) breaking this deal shows that one party is unwilling to continue this trade , like wise agroy compulsion trade does not have mutual agreement also. Compulsion (Ikrah) has different Islamic obligations due to its nature of disagreement. This Article discusses different non Famous options of trade and Special orders on Compulsion due to its unusual nature. This article discusses this topic in detail*

Corresponding Author: Email: khair.muhammad@bnbwu.edu.pk

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

تعارف:

اسلام کی اچھی خوبیوں میں سے ایک اچھی خوبی یہ ہے کہ اگر کبھی خرید و فروخت بغیر سوچے، دیکھے ہو جائے اور بائع یا خریدار میں سے کسی کو یہ محسوس ہو کہ یہ سودا ان کے حق میں بہتر نہیں یا اس سے بہتر کوئی چیز ان کو میسر ہو جائے یا ان کو چیز کی شناخت نہیں اور ان کو ضرورت ہے کہ کسی سے مشورہ کریں تو اگر متعاقدین میں سے کسی نے خیار رکھا ہو یا شریعت کی جانب سے ان کو خیار حاصل ہو اور وہ یہ سودا ختم کرنا چاہیں تو ان کو یہ معاملہ ختم کرنے کی اجازت ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں خیار کہا جاتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:

البيعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه، ما لم يتفرقا، إلا بيع الخيار ()

ترجمہ: بائع اور مشتری میں سے ہر کو علیحدگی سے پہلے اختیار ہے (بعد میں نہیں) مگر یہ کہ وہ بیع خیار ہو (تو پھر خیار ہے۔)

خیار اسم مصدر اختیار سے ہے جس کی معنی منتخب کرنا اور چننا ہے، اس کی جمع خیارات ہے۔ اصطلاح میں شرعی یا متعاقدین کے اتفاق سے عقد کو جاری رکھنا یا اس کو ختم کرنے کے حق کو خیار کہا جاتا ہے۔()

عقد میں جب تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو عقد لازم ہو جاتا ہے مگر عاقد کو نقصان سے بچانے کے لیے شریعت نے خیار کو مشروع فرمایا ہے۔ خیار کی دو اقسام ہیں، ایک وہ قسم ہے جو صرف شرط کرنے سے ثابت ہوتا ہے، اگر یہ عقد میں شرط نہ کیا گیا تو عاقدین میں سے کوئی اس خیار کو استعمال نہیں کر سکتا جیسے خیار نقد اور خیار شرط وغیرہ اور خیار کی دوسری قسم وہ ہے جو شریعت کے مقرر کردہ اسباب سے ثابت ہوتی ہے جیسے خیار رؤیت اور خیار تعیین وغیرہ۔ عموماً ابتدائی کتبِ فقہ میں صرف خیار شرط، خیار رؤیت اور خیار عیب کو ذکر کیا جاتا ہے، باقی خیارات کو ذکر نہیں کیا جاتا۔ علامہ علاء الدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے خیار کے انیس اقسام ذکر کیے ہیں، جبکہ بعض فقہاء کرام نے خیار کی تیس سے زائد اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

"ثم الخيارات بلغت سبعة عشر الثلاثة المبوب لها، وخيار تعيين وغبن ونقد وكمية واستحقاق، وتغرير فعلي، وكشف حال، وخيانة مرابحة وتولية وفوات وصف مرغوب فيه، وتفريق صفقة بهلاك بعض مبيع، وإجازة عقد الفضولي، وظهور المبيع مستأجرا أو مرهونا أشباه من أحكام الفسوخ. قال: ويفسخ بإقالة وتحالف، فبلغت تسعة عشر شيئا" ()

ترجمہ: پھر خیار کی سترہ تک اقسام پہنچتی ہیں، تین (خیار شرط، خیار رؤیت اور خیار عیب) تو وہ ہیں جن کے ابواب باندھا گیا ہے اور خیار تعیین، خیار غبن، خیار نقد، خیار کمیۃ، خیار استحقاق، خیار تغریر فعلی، خیار کشف حال، خیار خیانۃ مرابحہ، خیار خیانۃ تولیہ، خیار فوات وصف مرغوب فیہ، خیار تفریق صفقہ بعض مبیع کی ہلاکت کے ساتھ، خیار اجازت عقد فضولی، مبیع کے مستاجر یا مرہون ظاہر ہونے کے وقت۔ یہ بات اشباہ کے باب فسخ سے لی گئی ہے، اور بیع اقالہ اور تحالف سے بھی فسخ ہوتی ہے۔

اس آرٹیکل میں ہم تین مشہور خیارات کو چھوڑ کر باقی کچھ خیارات کو ذکر کریں گے:

خیار غبن یا خیار تغریر:

خیار غبن کو خیار تغریر بھی کہا جاتا ہے۔ لغت میں غبن نقصان کو کہتے ہیں، جب مشتری نے کوئی چیز خریدی اور اس کو غبن فاحش یعنی ایسا نقصان جو عموماً تجارت میں نہیں ہوتا ہو گیا مثلاً بائع نے اس کو کہا کہ یہ چیز اتنے کی ہے حالانکہ وہ کم قیمت کی تھی یا مشتری نے بائع کو کم قیمت بتا کر اس سے چیز خریدی یا دلال نے دھوکہ دیا تو اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر اس کو خود ہی دھوکہ لگ گیا، کسی نے اس کو دھوکا دیا نہیں تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کو خیار نہیں ملے گا۔()غبن کی وجہ سے بیع فسخ نہیں ہوگی پھر چاہے غبن فاحش ہو یا غبن یسیر، البتہ اگر صغیر کے مال یا وقف یا بیت المال میں غبن ہو تو اس میں خیار ہوگا۔()

اگر مشتری فوت ہو گیا اور اس نے بیع کو فسخ نہ کیا تو ورثاء کی طرف یہ حق منتقل نہیں ہوگا۔() اگر مغبون اور مغرور نے غبن اور غرر کے علم کے باوجود مبیع میں مالکانہ تصرف کئے تو ان کا حقِ فسخ ساقط ہو جائے گا، البتہ اگر انھوں نے علم سے پہلے بعض مبیع میں تصرف کیا تو باقی مبیع واپس کرنے اور ثمن واپس لینے کا خیار ختم نہ ہوگا۔ جب مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی یا اس نے ہلاک کر دیا یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا یا مبیع کوئی زمین تھی جس پر مشتری نے عمارت تعمیر کر دی تو مشتری کا فسخِ بیع کا حق ختم ہو کر اس پر کل ثمن کی ادائگی لازم ہوگی۔

خیار تفریق صفقہ:

تفریق صفقہ کا مطلب یہ ہے کہ جب مبیع دو چیزیں ہوں ایک میں بیع کی جائے اور دوسری میں بیع نی کی جائے تو اس کو تفریق صفقہ کہا جاتا ہے اور اس صورت میں بھی عاقد کو خیار ملتا ہے یعنی جب بائع دو چیزوں یا زیادہ میں ایجاب کرے اور مشتری بعض مبیع کو قبول کرے اور بعض کو قبول نہ کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں، اگر صفقہ ایک ہو تو اس کو بعض مبیع کو قبول کرنے اور بعض کو رد کرنے کا خیار نہ ہو گا اور اگر صفقہ متفرق ہوں تو اس کو یہ خیار ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً تاجر عمدہ چیز کے ساتھ کمتر چیز بھی چلاتے ہیں، اگر صفقہ کے واحد ہونے کی صورت میں مشتری کو اختیار دیا جائے تو مشتری عمدہ چیز کو لے گا اور کمتر چیز کو چھوڑ دے گا جس سے بائع کو ضرر ہو گا۔

تفریق صفقہ اور اتحاد صفقہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر بائع بھی ایک ہو، مشتری بھی ایک ہو اور ثمن کو دفعۃً بیان کیا جائے تو یہ صفقہ واحد ہے۔ ایسے ہی اگر بائع اور مشتری ایک ہوں مگر ہر مبیع کا علیحدہ علیحدہ ثمن بیان کیا جائے مثلاً بائع کہے میں نے آپ کو یہ دس کپڑے بیچے اور ہر کپڑا دس میں تو پھر بھی یہ اتحادِ صفقہ ہے۔ ایسے اگر مشتری یا بائع دو ہوں جیسے میں نے تم دونوں کو یہ دکان بیچی یا میں نے آپ دونوں سے یہ چیز خریدی تو اس صورت میں بھی صفقہ متحد ہو گا اور اگر تسمیہ متفرق ہو کہ لفظ بیع یا لفظ شراء متفرق ہو اور مبیع کا علیحدہ علیحدہ ثمن بیان کیا جائے مثلاً مشتری کہے میں نے یہ دو کپڑے خریدے، یہ دس میں خریدا اور یہ پانچ میں خریدا یا بائع کہے کہ میں نے یہ دو کپڑے بیچے یہ پانچ میں بیچا اور دوسرا یہ دس میں بیچا تو بالاتفاق یہ تفریق صفقہ کی صورت ہو گی۔ ()

خیار استحقاق:

اگر قبضہ سے پہلے بعض مبیع کا کوئی مستحق نکل آیا تو جس قدر میں مستحق نکل آئے اس قدر میں بیع باطل ہو گی اور مشتری کو باقی میں خیار ہو گا چاہے تو بیع کو برقرار رکھے اور اگر چاہے تو رد کرے، پھر چاہے استحقاق کی وجہ سے مبیع میں عیب پیدا ہو یا نہ ہو۔ مبسوط میں ہے:

> "استحقاق بعض المبيع لا يبطل البيع فيما بقي ولكن يثبت الخيار للمشتري بين نقض البيع في الباقي وبين الرجوع بعوض المستحق" ()
>
> ترجمہ: بعض مبیع کے استحقاق کی صورت میں باقی مبیع میں بیع باطل نہ ہو گی لیکن مشتری کو باقی میں بیع کو رد کرنے اور قدر مستحق کے عوض میں رجوع کا اختیار ہو گا۔

اگر باقی میں استحقاق کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو گیا مثلاً چھوٹا گھر تھا جس میں استحقاق پیدا ہو گیا اور استحقاق کے بعد وہ قابل انتفاع ہی نہ رہا تو مشتری کو خیار ہو گا اور اس کو خیار استحقاق کہا جاتا ہے۔ اگر قبضہ کے بعد استحقاق کی وجہ سے کوئی عیب پیدا نہ ہو جیسے مبیع کپڑوں کے دو جوڑے ہوں اور ایک میں استحقاق پیدا ہو گیا یا مبیع کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو اور اس کے بعض میں کوئی مستحق نکل آیا تو مشتری باقی کو بغیر کسی خیار کے لے گا۔ اس طرح اگر قبضہ سے پہلے بعض مبیع ہلاک یا عیب دار ہو گئی تو باقی میں مشتری کو تفریق صفقہ کی وجہ سے خیار ہو گا، البتہ اگر مبیع قبضہ کے بعد ہلاک ہوئی تو یہ ہلاکت مشتری کی ملکیت سے متصور ہو گی۔ اس طرح اگر قبضہ سے پہلے کل مبیع ہلاک ہو گئی تو اگر ہلاکت آفت سماوی یعنی قدرتی آفت یا بائع یا مبیع کے فعل سے ہوئی تو اس وقت بیع فسخ ہو گی اور اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا تو اس پر ثمن کا رد کرنا واجب ہے۔ اگر مبیع اجنبی شخص کے فعل سے ہلاک ہوئی تو مشتری کو اختیار ہو گا چاہے تو بیع کو فسخ کرے، چاہے تو بیع کو برقرار رکھے اور اس سے ضمان وصول کرے۔ اگر مبیع مشتری کے فعل سے ہلاک ہوئی تو یہ اس کے مال سے ہلاک متصور ہو گی۔ بحر الرائق میں ہے:

> "(استحق بعض المبيع، فإن) كان استحقاقه (قبل القبض) للكل (خير في الكل) لتفرق الصفقة (وإن بعده خير في القيمي لا في غيره)؛ لأن تبعيض القيمي عيب لا المثلي"
>
> ترجمہ: اگر بعض مبیع کا کوئی مستحق نکل آیا تو اگر اس کا استحقاق کل مبیع پر قبضہ سے پہلے ہو تو اس کو کل مبیع میں تفرق صفقہ کی وجہ سے خیار ملے گا اور اگر استحقاق قبضہ کے بعد ہو تو قیمی اشیاء میں اس خیار ہو گا، غیر قیمی میں اس کو خیار نہ ملے گا، اس لیے کہ قیمی میں تبعیض عیب ہے نہ کہ مثلی میں۔

من لہ الخیار کے فوت ہونے سے مبیع کے تمام حقوق اور منافع جیسے مبیع کو رد کرنا، اختیار کرنا اور استحقاق کی صورت میں ضمان وغیرہ وصول کرنے جیسے مطالبات کا حق اس کے ورثاء کو ہو گا۔ ()

خیار نقد:

جب بیچنے والے اور خریدار نے اس شرط پر معاملہ کیا کہ اگر مشتری نے اتنے وقت تک ثمن ادا نہ کیا تو ان کے درمیان سے بیع ختم ہو جائے گی تو ایسا کرنا درست ہے اور اس کو خیارِ نقد کہا جاتا ہے۔ خیارِ شرط کی طرح اس بیع کی طرف بھی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی ٹال مٹول نہ کرے۔() بنایہ میں ہے:

(ولو اشترى على أنه إن لم ينقد الثمن إلى ثلاثة أيام فلا بيع بينهما جاز) ويسمى هذا خيار النقد، والقياس يأبى جوازه (وإلى أربعة أيام لا يجوز)()

ترجمہ: اگر اس شرط پر خریدا کہ اگر تین دن میں ثمن نہ دیا تو بیع نہ ہوگی تو یہ شرط لگانا صحیح ہے، اس کو خیارِ نقد کہا جاتا ہے، قیاس اس بیع کے جواز سے انکار کرتا ہے اور چار دن تک کی شرط لگانا درست نہیں۔

مشتری کو اس حالت میں خیار ہوتا ہے چاہے تو مدت متعینہ میں ثمن حوالے کر کے مبیع لے لے اور اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور اگر چار دن کی شرط لگائی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں خیار شرط کی طرح درست نہیں، جبکہ امام محمدؒ کے ہاں خیارِ شرط کی طرح زیادہ مدت مقرر کرنا بھی درست ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قولِ جدید میں تین دن سے زیادہ کی شرط لگانا درست ہے۔ یہ خیار بھی خیار شرط کی طرح درست ہے کیونکہ کبھی اس کی طرف بھی ضرورت پڑتی ہے، صاحبینؒ کے ہاں خیار شرط میں جس کو خیار نہ ہو تو وہ فریق آخر کی عدم موجودگی میں اس بیع کو رد میں مستقل نہیں ہوتا بخلاف خیارِ نقد کے اس میں مدت کے بعد بغیر کسی فریق کی طرف احتیاج کے عقد فسخ ہو جاتا ہے۔()

خیار تعیین:

خیارِ تعیین یہ ہے کہ بائع دو یا زیادہ قیمی اشیاء کا الگ الگ سے ثمن بیان کرے کہ مشتری بیان کردہ ثمن کے ساتھ جس چیز کو خریدنا چاہے یا بائع مقرر کردہ ثمن کے ساتھ جو مبیع بیچنا چاہے تو اس کو خیار تعیین کہا جاتا ہے۔()

خیارِ تعیین دوسرے شخص سے مشورہ کرنے کی حاجت اور اس کو چیز دکھانے کی ضرورت کی وجہ سے مشروع ہوئی ہے۔ خیارِ تعیین صرف تین اشیاء میں درست ہوتا ہے، تین سے زیادہ میں درست نہیں، اس لئے کہ جید، متوسط اور ردی سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ دو اشیاء میں خیارِ تعیین بطریق اولی درست ہوگا۔ ان تین اشیاء میں سے ایک چیز غیر متعین طور پر مبیع ہوگی۔ مشتری نے جب ان اشیاء پر قبضہ کر لیا تو ان میں سے ایک مضمون ہوگی اور باقی دو مشتری کے قبضہ میں امانت ہونگی۔ بدائع میں ہے:

"يهلك أحدهما بعد القبض فيبطل الخيار لأن الهالك منهما تعين للبيع ولزمه ثمنه وتعين الآخر للأمانة"()

ترجمہ: خیارِ تعیین میں قبضہ کے بعد اگر ایک چیز ہلاک ہوگئی تو خیار باطل ہو جائے گا، اس لیے کہ ہلاک شدہ چیز بیع کے لیے متعین ہوگئی اور مشتری پر اس کا ثمن لازم ہو گیا اور دوسری اشیاء امانت کے لیے متعین ہوگئیں۔

خیارِ تعیین صرف قیمیات میں ہوگا کیونکہ قیمیات کے افراد کے درمیان فرق ہوتا ہے، مثلیات میں فرق نہ ہونے کی وجہ سے اس میں خیار تعیین نہ ہوگا۔ خیارِ تعیین میں مدت کو متعین ضروری ہے اور اس مدت کے گذرنے پر مشتری کو مجبور کیا جائے گا تاکہ وہ مبیع کو متعین کرے یا بیع کو ختم کرے تاکہ بائع کو کوئی نقصان نہ ہو۔ خیار تعیین میں مدت کو مقرر کرنا بھی ضروری ہے۔ مجلہ میں ہے:

"يلزم في خيار التعيين تعيين المدة" ()

ترجمہ: خیار تعیین میں مدت کو متعین کرنا لازم ہے۔

کبھی کبھی خیارِ تعیین خیارِ شرط کے ساتھ آجاتا ہے جیسے بائع کہے میں نے ان دو گاڑیوں میں سے یہ گاڑی اتنے میں اور یہ اتنے میں بیچی کہ مجھ کو یا تم کو اتنے دن کا خیار ہے" اس میں دونوں خیار جمع ہوگئے۔ جس کو خیار ہو اور وہ فوت ہو گیا تو اس کا وارث چیز کی تعیین میں مورث کا قائم مقام ہوگا، کیونکہ مورث ان اشیاء میں سے صرف ایک چیز کا وارث بنا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ ایک چیز کو متعین کرے اور باقی اشیاء مالک کو لوٹا دے اور اگر مورث نے ثمن ادا نہ کیا تو ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

خیار کشف الحال:

کشف الحال کا مطلب یہ ہے کہ مشتری نے کوئی چیز خریدی اور ثمن کے بارے میں مثلاً کہا کہ اس پتھر کے بقدر سونے کے عوض یا اس ڈبیہ کے بقدر چاندی کے عوض میں خریدا، تو صحیح قول کے مطابق یہ بیع جائز مگر غیر لازم ہے اور وزن اور کیل کرنے کے بعد جب اس پتھر اور ڈبیہ کا حال ظاہر ہو تو مشتری کو بیع کو برقرار رکھنے اور رد کرنے کا خیار ہو گا بشرطیکہ وہ پتھر اور ڈبیہ اپنی حالت پر موجود اور برقرار رہیں۔ اگر وہ پتھر وغیرہ تسلیم سے پہلے تبدیل ہو گیا یا ضائع ہو گیا تو بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ معلوم نہ ہو گا کہ کتنے کے عوض چیز بیچی ہے۔ اگر ایسی تھیلی (Beg) یا چمڑے کے تھیلے (Leather beg) وغیرہ جو سکڑتے اور پھیلتے ہوں تو ان کے عوض کوئی چیز خریدی تو اس صورت میں بھی وزن کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ بیع درست نہ ہو گی۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ بائع کہے کہ میں نے اس گندم کے ڈھیر سے ہر من کو اتنے میں بیچا۔ مشتری کو جب اس ڈھیر کی مقدار کا علم ہوا تو اس کو بیع برقرار رکھنے اور رد کرنے کا خیار ہو گا۔ شامیہ میں ہے:

"وكشف حال هو مامر أول البيوع فيما إذا اشترى بوزن هذا الحجر ذهبا أو بإناء أو حجر لا يعرف قدره، فقد ذكر الشارح هناك أن للمشتري الخيار فيهما " ()

ترجمہ: خیار کشف الحال جیسے بیوع کے اول میں گذرا کہ جب متعین پتھر یا برتن کے بقدر سونے کے عوض کوئی چیز خریدی جس کا قدر غیر معلوم ہو تو شارح نے ذکر کیا ہے کہ مشتری کو اس میں خیار ملے گا۔

خیار کمیت:

خیارِ کمیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ثمن کسی تھیلی میں ہو اور بائع کو اندر کے مقدار کا علم نہ ہو تو علم ہونے کے بعد اس کو خیار ہو گا۔ اس بات پر علامہ شامیؒ نے اعتراض کیا کہ تھیلی کے اندر کا باہر سے اندازہ ہو جاتا ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ خیار اس وقت ہو گا جب ثمن کسی برتن یا پیٹی (Box) وغیرہ میں ہو، کیونکہ اس میں اندر کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ اصل قاعدہ یہ ہے کہ مبیع اور ثمن میں سے ہر ایک کی تعریف اشارہ سے بھی کافی ہوتی ہے۔ جب ان کی طرف اشارہ کر دیا گیا تو اس کے قدر اور وصف بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، البتہ حقیقت کی اطلاع کے وقت اختیار ہو گا۔ اس کو خیار کمیت کہا جاتا ہے نہ کہ خیار رؤیت کیونکہ خیار رؤیت نقود میں جاری نہیں ہوتا۔ ()

جس طرح خیار کی وجہ سے رضا مفقود ہو جاتی ہے اسی طرح اکراہ کی وجہ سے بھی رضا مفقود ہو جاتی ہے۔ بیع میں اکراہ (Compulsion) ہونے کی وجہ سے بیع کا حکم یعنی ملکیت میں تعطل آجاتا ہے، اس وجہ سے کہ اس میں رضا نہیں پائی جاتی جو کہ بیع کی صحت کی شرط ہے، رضا نہ پائے جانے کی وجہ سے بیع میں فساد آتا ہے۔ ذیل میں ہم اکراہ کا مختصر جائزہ لیتے ہیں:

اکراہ:

اکراہ کرہ سے ماخوذ ہے، کرہ کاف کے فتحہ کے ساتھ مشقت کو اور ضمہ کے ساتھ قہر کو کہا جاتا ہے۔ اکراہ کی تعریف میں علامہ کاسانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"وفي الشرع عبارة عن الدعاء إلى الفعل بالإيعاد والتهديد مع وجود شرائطها" ()

ترجمہ: اصطلاح شریعت میں زور اور دھمکی کے ذریعے کسی کام کرنے پر مجبور کرنے کو اکراہ کہا جاتا ہے بشرطیکہ اکراہ کے مؤثر ہونے کی شرائط بھی پائی جائیں۔

اقسام اکراہ:

اکراہ کی دو اقسام ہیں۔ ایک یہ جان سے مارنے یا عضو کے تلف کرنے کی دھمکی کے ساتھ کسی کو اتنا مجبور کرنا کہ اس کام کئے بغیر وہ شخص نجات نہ پا سکے، یعنی کسی کام پر قتل یا عضو کاٹنے یا ایسی سخت تکلیف دینے پر مجبور کرنا کہ وہ کام کئے بغیر اس تکلیف سے نجات نہ مل سکے۔ علامہ ذیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مزید وضاحت فرمائی کہ دو چار کوڑے مارنے یا ایک دو دن جیل میں ڈالنے سے عموماً رضا ختم نہیں ہوتی۔ اس لیے ایسی صورت میں اکراہ ثابت نہ ہو گا، البتہ اگر مکرَہ حسب نسب اور جاہ جمال والا آدمی ہو تو اس لے لیے ان باتوں سے بھی اکراہ ثابت ہو جائے گا، کسی شریف آدمی کو لوگوں کے سامنے تھپڑ مارنے کی رسوائی بھی اکراہ میں داخل ہے جبکہ مجرم اور ڈھیٹھ آدمی کو مہینہ بھر جیل میں ڈالنے سے بھی مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ علامہ زیلعی رحمہ اللہ تعالی نے اس کی وضاحت فرمائی کہ ایک دو دن قید میں ڈالنے کی دھمکی دینا یا ایک دو کوڑے مارنے سے عموماً رضا بھی ختم نہیں ہوتی۔ اس لئے ایسی صورت میں اکراہ ثابت نہ ہو گا، البتہ اگر مکرَہ جاہ اور حسب والا آدمی ہو تو اس کے حق میں ان اشیاء سے بھی اکراہ کا حکم ثابت ہو جائے گا۔ کسی شریف آدمی کو لوگوں کے سامنے تھپڑ لگانے کی رسوائی بھی اکراہ میں داخل ہے۔ جبکہ کسی کو مہینہ بھر بھی قید و مشقت میں ڈال کر بھی اس سے اپنا مطلب حاصل نہیں کر سکتے۔

دوسری قسم اکراہ غیر ملجی ہے، اس کا مطلب ہی ہے کہ جان سے مارنے یا عضو کے تلف کرنے کے علاوہ مار پٹائی یا جیل میں ڈالنے کی دھمکی دے کر کسی کام کرنے پر مجبور کرنے کو اکراہ غیر ملجی کہا جاتا ہے۔ اکراہ کی اس قسم میں رضامندی تو ختم ہو جاتی ہے مگر اختیار پھر بھی باقی رہتا ہے۔ علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الإكراه نوعان نوع يوجب الإلجاء والإضرار كالتخويف بالقتل وقطع العضو والضرب المبرح المتوالي الذي يخاف منه التلف ونوع لا يوجب كالتخويف بالحبس والقيد والضرب اليسير ()

ترجمہ: اکراہ کی دو اقسام ہیں، ایک وہ جو مجبوری اور ضرر کو لازم کرتی ہے قتل، عضو کاٹنے اور ایسی مسلسل مار کی دھمکی دینا جس سے فوت ہونے کا خوف ہو اور دوسری قسم جو کسی قسم کو واجب نہیں کرتی جیسے محبوس کرنا یا قید کرنا یا ہلکی پھلکی مار پٹائی کی دھمکی دینا۔

شرائط اکراہ:

اکراہ کے مؤثر ہونے کے لیے کچھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

1۔ اکراہ کرنے والا جس چیز سے ڈرا رہا وہ اس کو کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو

2۔ مکرَہ کے ظن غالب میں بھی یہ بات ہو کہ اکراہ کرنے والا جس بات سے ڈرا رہا ہے وہ اس کو کرنے پر بھی قادر ہے۔

3۔ مکرَہ بہ (دھمکی) عضو یا جان کو ضایع کرنے والی ہو یا ایسا غم و تکلیف دینے والی ہو جو رضا کو ختم کر دے

4۔ اکراہ کے مؤثر ہونے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ مکرَہ اکراہ سے پہلے اس کام سے بھی بچتا ہو۔ ()

اکراہ سات اشیاء سے ہوتا ہے۔ قتل سے، قطعِ عضو سے، ایسی ضرب جو مرض، تلف عضو یا حبس طویل کا باعث ہو یا کسی چیز میں باندھنا ہو جو نقصان، معذوری اور زخم کا باعث ہو۔ امام طحاویؒ نے فرمایا اگر ایسے کہا کہ یہ کام کرو، ورنہ میں آپ کو ایک سو کوڑے ماروں گا تو اس کو اجازت ہے کہ وہ کام کرے، اگر ایک دو کوڑے کا خوف ہو تو اس سے اکراہ کا حکم ثابت نہ ہو گا۔ ()

کسی کا بیع پر مکرَہ ہونے کی دو قسمیں ہیں:

1۔ اکراہ علی البیع بحق الشرع:

حق شرعی کی وجہ سے بیع پر اکراہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی حقِ شرعی کی وجہ سے اکراہ کرنا، جیسے کوئی مدیون مالدار ہو اور ٹال مٹول کر کے اپنا قرض ادا نہ کرتا ہو یا مفلس ہو ہو تو غرماء کا دَین ادا کرنے کے لیے اس کے اثاثہ جات بیچنا یا جس مسجد یا قبرستان کو جو تنگ پڑ گئے ہوں ان کو وسیع کرنے کے لیے پڑوسی کو زمین وغیرہ بیچنے پر مجبور کرنا یا مماطل کو بیوی، بچوں اور محتاج والدین کے نفقہ کی ادائگی کے لیے اس کو بیع پر مجبور کرنا شرعا درست ہے۔ ()

2۔ اکراہ علی البیع ظلماً:

اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کو بغیر کسی شرعی حق کے ظلما بیع پر مجبور کرنا جیسے کسی کو خوامخواہ بغیر کسی ضرورت کے اپنا سامان، گھر وغیرہ کے بیچنے پر مجبور کرنا۔ شریعت نے کسی کا مال و ملکیت ناجائز طور پر لینے کو ممنوع قرار دیا ہے اور خرید و فروخت کو رضامندی پر مبنی فرمایا ہے۔ اگر خرید اور فروخت میں رضامندی نہ ہو اور اس میں اکراہ ہو تو شرعاً یہ خرید اور فروخت ناجائز ہو گی۔ اس خرید اور فروخت کی صحت پر قرآن وسنت دلالت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ " ()

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)

وجہ استدلال یہ ہے کہ جو بیع اکراہاً حق شرع کے علاوہ ہو تو اس میں لوگوں کا مال رضامندی نہ پائے جانے کی وجہ سے غلط طریقے سے کھانا ہے اور جو خرید و فروخت حق شرع کی وجہ سے ہے اس میں دفع ظلم ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفسه" ()

ترجمہ: یعنی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

شامیہ میں ہے:

"أن المديون إذا أكرهه القاضي على بيع ماله نفذ بيعه، والذمي إذا أسلم عبده فأجبر على بيعه نفذ بيعه بخلاف ما إذا أكرهه على البيع بغير حق" ()

ترجمہ: مدیون کو جب قاضی اس کے مال کی بیع پر اکراہ کرے تو اس کی بیع نافذ ہو جائے گی اور ذمی کا غلام جب مسلمان ہو گیا اور اس کو بیع پر مجبور کیا گیا تو ان کی بیع نافذ ہو جائے گی بخلاف جب اس کو بغیر حق کے بیع پر مجبور کیا جائے۔

بیع پر اکراہ کے بعد کا حکم:

اس بات میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ جب ایسی بیع واقع ہو جائے تو کیا یہ بیع صحیح اور لازم ہے یا یہ بیع باطل ہے کہ اس کو فسخ کرنا واجب ہو؟ اس بارے میں علامہ نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"أن المكره بغير حق لا يصح بيعه هذا مذهبنا وبه قال مالك وأحمد والجمهور وقال أبو حنيفة يصح ويقف على إجازة المالك" ()

ترجمہ: مکرَہ بغیر حق کی بیع صحیح نہیں، یہ ہمارا مذہب ہے اور یہ ہی مسلک امام مالکؒ، امام احمدؒ اور جمہور فقہاء کا ہے اور امام ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ مالک کی اجازت پر موقوف ہو گی۔

جمہور کے ہاں یہ بیع صحیح نہیں، حنفیہ کے ہاں یہ بیع درست ہے لیکن اکراہ کے بعد یہ بیع مکرَہ کی اجازت پر موقوف ہے، چاہے تو بیع کو برقرار رکھے اور چاہے تو فسخ کر دے۔ اس کے بارے میں علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"الإيجاب والقبول صدر من المالك البالغ العاقل وصادف محله وهو المال (والفساد) أي فساد البيع لفقد شرطه وهو التراضي" ()

ترجمہ: اس بیع میں ایجاب اور قبول مالک، بالغ اور عاقل سے صادر ہوا ہے اور ایجاب و قبول مال سے ملا ہے اور بیع کا فساد رضامندی نہ پائے جانے کی وجہ سے ہے۔

شوافع، امام مالکؒ، امام احمدؒ اور جمہور کا قول یہ ہے کہ مکرہ کی بیع باطل اور اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔ مکرَہ کو ثمن اور مشتری کو مبیع واپس کرنا ضروری ہے۔ یہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے استدلال کرتے ہیں:

" إن الله تجاوز عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه" ()

ترجمہ: اللہ تعالی نے میری امت سے خطا اور نسیان اور جس فعل پر ان کو مجبور کیا جائے کو معاف فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مکرہ اکراہ کی حالت میں مکلف نہیں تو اس کے تصرفات بھی اس حالت میں باطل ہو نگے۔

راجح قول:

اس مسئلہ میں حنفیہ کا قول راجح ہے کہ مکرہ کی بیع صحیح ہے اور حالتِ اختیار میں اس کی اجازت پر موقوف ہے، اور اس میں مکرَہ کی رعایت ہے، اس کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بیع کو نافذ کرے اور چاہے تو اس کو فسخ کر دے، بخلاف اس کی بیع کے وجوبِ فسخ کا قول کیا جائے، اس لیے کہ بسا اوقات مبیع تبدیل ہو جاتی ہے یا اس سے رغبت ختم ہو جاتی ہے یا مکرَہ کو اس چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ وجوب فسخ کی صورت میں اس کو یہ چیز واپس لینا ضروری ہوتی ہے جو مکرَہ کی مصلحت کے خلاف ہے۔

حوالہ جات(References)

1. مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، (بيروت دار إحياء التراث العربي)، ۳:۱۱۶۳

Muslim Ibn Al-Hajjaj Abu Al-Hassan Al-Qushayri: Al-Musnad Al-Sahih ,Berut Dar Ahiya Altrath Alarbi,3:1163

2. عيون علماء وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية: الموسوعة الفقهية الكويتية، (الكويت دار السلاسل، الطبعة الثانية ۱۴۲۷ھ)، ۲۰ :۴۱

Uyoon Ulama Wazarat Al Aoqaf ,Almosoa Al Fiqhiya ,Kwet.20:41

3. المختار الحصفكي علاؤالدين: الدر المختار شرح تنوير الأبصار، (بيروت دار الفكر، الطبعة الثانية، ١٤١٢)٤ :٥٦٧

Al-Mukhtar Al-Hasafki Alao Al-Din: Al-Dar Al-Mukhtar, Sharh Tanveer Al-Absar ,berut,4:567

4. برهان الدين محمود بن أحمد: المحيط البرهاني، (بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤٢٤ه-)، ٧:٧

Burhanuddin Mahmoud bin Ahmad: Al-Muheet Al-Burhani, Beirut Dar Al-Kitab Al-Alamiya, First Edition 1424 AH,7: 7

5. لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء في الخلافة العثمانية: مجلة الأحكام العدلية، المرجع السابق، ٧٠ :٧١

Lujnah makoona min iddati ulama wa fuqaha,mujala ahkam al adlia,.70-71

6. مجلة الأحكام العدلية، المرجع السابق، ٧١، *ibid*

7. برهان الدين محمود بن أحمد: المحيط البرهاني، المرجع السابق، ٦ :٢٨٠

Burhanuddin Mahmoud bin Ahmad: Al-Muheet Al-Burhani ,6:280

8. السرخسي شمس الأئمة محمد بن أحمد: المبسوط، (بيروت دار المعرفة طبع بدون طبعة فی 1414ه-) ١٥ :٤٤

Al-Surakhsi Shams Al-Imam Muhammad Bin Ahmad: Al -Mabsoot, Beirut,15:44

9. ابن نجيم زين الدين, البحر الرائق شرح كنز الدقائق، (بيروت دار الكتاب الإسلامي، طبع بدون طبعة وبدون تاريخ) ٦ :٦٩

Ibn Najim Zayn al-Din, Al-Bahr al-Ra'iq, Sharh Kanz al-Daqaiq, Beirut, Dar al-Kitab al-Islami,6:69

10. مجلة الأحكام العدلية، المرجع السابق، ١ :٦٣ *ibid*

11. العينى بدر الدين محمود بن أحمد: البناية شرح الهداية، (بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه-)، ٨ :٥٢

Al-Aini Badr-ud-Din Mahmoud bin Ahmad: Al-Banayah Sharh Al-Hidaya, Beirut Dar Al-Kitab Al-Alamiya, First Edition 1420 AH, 8:52

12. العينى: البناية، المرجع السابق، ٨ :٥٣ *ibid*

13. مجلة الأحكام العدلية، المادة ٣١٦، المرجع السابق، ٦٣ *ibid*

14. الكاساني علاء الدين أبو بكر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، (بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية ١٤٠٦ه-) ٢، :٢٦٢

Al-Kasani Aladdin Abu Bakr Ibn Masood Ibn Ahmad Badai al Sanai,berut,5:262

15. مجلة الأحكام العدلية، المرجع السابق، ١ :٦٣ *ibid*

16. ابن عابدين محمد أمين بن عمر، رد المحتار على الدر المختار، بيروت دار الفكر، الطبعة الثانية ۱۴۱۲ھ-)، ۴: ۲۶۶

Ibn 'Abidin Muhammad Amin ibn Umar, Rid al-Muhtar on Dar al-Mukhtar, Beirut Dar al-Fikr, Second Edition 1412 AH, 4:266

17. ایضا، ۴: ۵۳۱

ibid

18. الكاساني: بدائع الصنائع، المرجع السابق، ۷: ۱۷۵

Al-Kasani Aladdin Abu Bakr Ibn Masood Ibn Ahmad Badai al Sanai,7:75

19. علاء الدين السمرقندي محمد بن أحمد: تحفة الفقهاء، (بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، ۱۴۱۴ھ-)، ۳: ۲۷۳

Aladdin Al-Samarqandi Muhammad Bin Ahmad,Tuhfat al Fuqaha,1414 ,3:273:

20. شيخي زاده عبد الرحمن بن محمد: مجمع الأنهر، (بيروت دار إحياء التراث العربي، طبع بدون طبعة وسنة،)۲: ۴۲۹

Sheikh Zada Abdul Rahman Bin Mohammed: Al-Anhar, Beirut, 2: 429

21. أبو الحسن علي بن الحسين: النتف في الفتاوى، (بيروت دار الفرقان، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ،)۲: ۶۹۷

Abu Al-Hassan Ali Bin Al-Hussein: Al-Nataf Fi Al-Fataawa, Beirut Dar Al-Furqan, Second Edition 1404 AH, 2 : 697

22. رمضان حافظ عبد الرحمٰن الدکتور، البیوع الضارہ، (القاھرہ دار السلام للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ۱۴۲۷ھ)، ۱۷۱

Ramadan Hafiz Abdul Rahman Dr., Al-Bayou Al-Dhara, Cairo Dar Al-Salam ,1427,171

23. سورہ النساء، ۲۹:

Al nisa:29

24. الدارقطني أبو الحسن علي بن عمر: سنن الدارقطني، (بيروت مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ۱۴۲۴ھ-)، ۳: ۴۲۳

Al-Darqatani Abu Al-Hasan Ali Ibn Umar: Sunan Al-Darqatani, Beirut Al-Risalah Foundation, First Edition, 1424 AH, 3 : 423

25. ابن عابدين محمد أمين: رد المحتار على الدر المختار، المرجع السابق، ۶: ۱۲۸

Ibn 'Abidin Muhammad Amin: rad ul mukhtar Ala-Dar Al -Mukhtar,6:128

26. النووي يحيى بن شرف: المجموع شرح المهذب، (بيروت دار الفكر، طبع بدون سنة وطبعة)، ۹: ۱۶۱

Al-Nawawi Yahya bin Sharaf: Al-Majmoo 'Sharh al-Madhhab, Beirut Dar al-Fikr,9: 161

27. البابرتي أكمل الدين ابن شمس الدين: العناية شرح الهداية، (بيروت دار الفكر، بدون طبعة وبدون تاريخ،)۱۱: ۴۳

Al-Babarti Ekmal Al-Din Ibn Shams Al-Din: Enayah Sharh Al-Hidaya, Beirut Dar Al-Fikr,11:43

28. ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، المحقق: شعيب الأرنؤوط وآخرون، (بيروت دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى ۱۴۳۰ھ-)، ۳۰۰

Ibn Majah Abu Abdullah Muhammad Ibn Yazid Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, Beirut,1430,300